(ا) حضرت محدث گوندلوی رح

حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ اپنے معمولات، عادات، معاملات اور عبادات میں شرعی آداب کے سختی سے پابند تھے۔ وہ معمولی قسم کے مسئلہ میں بھی کسی اخفا یا ابہام کے قائل نہ تھے۔ آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ آپ کی زندگی کے چند گوشوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو یقیناً ہمارے لیئے دلیل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت کی پوری زندگی پر لکھنے کے لیئے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ دیکھیں یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔

علمی معمولات اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ کے نزدیک قبرستان روڈ پر ایک چھوٹی سی مسجد جو ٹاہلی والی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اب وہ چوہدری عبد الواحد صاحب گوندل، اور ان کے رفقاء کی جد و جہد اور خلوص و ایثار سے بڑی مسجد بن گئی ہے۔ یہ ۱۹۴۸ء اور ۱۹۴۹ء کی بات ہے کہ اس چھوٹی سی مسجد میں درس الاعظم قائم تھا۔ جہاں بڑے بڑے مدارس سے فارغ التحصیل طلباء حضرت گوندلوی رح سے صحیح بخاری، موطا شرح العقائد، مسلم الثبوت اور سراجی پڑھا کرتے تھے۔ دوران درس بڑے بڑے علمی مسائل زیر بحث آتے۔ حضرت حافظ صاحب بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ رموز و نکات بیان فرماتے اور یوں محسوس ہوتا

کہ علم ایک سمندر ہے۔ جو تسلسل اور روانی کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ اور طلبہ علمی موتیوں سے اپنے دامن بھر رہے ہیں ذہین اور ہوشیار طلبہ تو حضرت کے درس کو حفظ کر لیتے تھے۔ اشکالات اور مشکلات درس کے بعد حل فرماتے تھے۔ آپ اس مسجد میں بلا ناغہ پانچ وقت تشریف لا کر جماعت کراتے تھے۔ اور ان کا معمول تھا اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے۔ جس طرح آپ نماز کیلئے وقت کے پابند تھے۔ اس طرح درس و تدریس میں بھی وقت کی پابندی فرماتے۔ یہاں تک کہ بارش کی صورت میں بھی گھٹنے تک پانی عبور کر کے مسجد میں بر وقت پہنچ جاتے۔

۱۹۵۰ء میں جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ کا قیام عمل میں آیا۔ آپ کو اس کی علمی سرپرستی کی دعوت دی گئی۔ جسے آپ نے قبول فرما لیا۔ جامعہ میں صرف پانچ سال تک صرف منتہی طلبہ کی تدریس کا انتظام تھا۔ موصوف فارغ التحصیل طلبہ کو مذکورہ بالا کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ اور راقم الحروف طلبہ کو فاضل عربی کی تیاری کراتا تھا۔ دیگر کتابوں کے ساتھ ساتھ حجۃ اللہ البالغہ اتقان اور شمس بازغہ وغیرہ کتابیں بھی شامل تھیں۔ پانچ سال کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ دیگر مدارس کے انتظار کی بجائے اپنے طلبہ تیار کرنے چاہئیں چنانچہ آٹھ سالہ نصاب کے مطابق تعلیم و تدریس کا انتظام کیا گیا۔ حسبِ ضرورت اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ حضرت گوندلوی مرحوم کی وجہ سے جامعہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اسی دوران حضرتِ موصوف کو جامعہ سلفیہ کے قیام کے بعد بصد اصرار اس کی تعلیمی سرپرستی پر آمادہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید داؤد صاحب غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی رحمہما اللہ اور حضرتِ مولانا عطاء اللہ

صاحب حنیفؒ بھوجیانی نے بہت زور دیا کہ آپ سلفیہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ کم و بیش وہاں دو سال تک تدریسی فرائض سرانجام دیئے مگر آب و ہوا کی عدم موافقت کی وجہ سے واپس تشریف لے آئے۔ جامعہ اسلامیہ کی انتظامیہ کمیٹی کے صدر حاجی محمد ابراہیم صاحب انصاری اور ان کے رفقاء نے حضرتِ موصوف کو پھر جامعہ اسلامیہ کی سرپرستی کی دعوت دی آپ نے صرف اسباق پڑھانے کی شرط پر اس پیش کش کو قبول فرمالیا۔ اور صحیح بخاری و خلاصۃ التفسیر پڑھانے لگے۔ یعنی منتہی طلبہ کو متعدد تفاسیر کا خلاصہ بتاتے تھے۔ آپ کا یہ درس بہت معلوماتی اور تحقیقی ہوتا تھا۔ اس طرح عربی مدارس کے فارغ طلباء دوبارہ آپ کے درس میں شامل ہونے لگے یہاں تک کہ جامعہ سلفیہ کے طلباء بھی یہاں آکر پڑھنے لگے۔ اس طرح جامعہ سلفیہ کی حیثیت دگرگوں ہوگئی اسی دوران آپ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز چانسلر مدینہ یونیورسٹی کی دعوت پر مدینہ یونیورسٹی تشریف لے گئے۔ اور دو سال تک وہاں بطور شیخ الحدیث، تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے واپس آکر جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کی مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ اس کے بعد آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کی دعوت پر جامعہ محمدیہ تشریف لے گئے۔ اور مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ اس تفصیلی تذکرے سے مقصود یہ ہے کہ حضرتِ موصوف جہاں تشریف لے جاتے وہ جامعہ مرکزی حیثیت اختیار کر جاتا۔ یہ ان کی علمی عظمت کی بیّن دلیل ہے۔ پھر آپ تاحیات جامعہ محمدیہ سے منسلک رہے۔

ذریعہ معاش حضرتِ موصوف مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اور آپ نے طب کی تعلیم اعلیٰ درجے میں حاصل کی۔ جب راقم ۱۹۴۸ء میں گوجرانوالہ آیا تو طبابت و حکمت آپ کا ذریعہ معاش تھا۔ وہ تدریس سے فارغ ہوکر گھر میں ہی حکمت کا کام کرتے تھے معاشی وسائل کی کمی کے باوجود آپ برسوں تک درس اور جامعہ اسلامیہ میں بلا معاوضہ پڑھاتے رہے۔ خیر القرون کے بعض اسلاف کیطرح شروع ہی سے اچھا اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ پچھلے برس گھٹنے میں درد کی وجہ سے چل پھر نہ سکتے تھے چنانچہ جامعہ محمدیہ کے طلبہ گھر جا کر ہی صحیح بخاری پڑھتے تھے۔ اور دیگر علماء کرام اپنی علمی مشکلات کے لیئے آپ کے گھر ہی تشریف لے جاتے۔

اخلاق و عادات تندرستی و صحت کے زمانے میں آپ کی گفتار اور رفتار کا انداز بالکل سنت نبوی کے مطابق ہوتا تھا۔ چلتے وقت پاؤں اٹھا اٹھا کر رکھتے تھے۔ اور ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔ اگر کسی چیز کو دیکھنا ہوتا تو پہلے ٹھہر جاتے، پھر حسب ضرورت چیز کو دیکھ لیتے۔ گفتگو کے دوران ہلکی سی مسکراہٹ ان کی عادت تھی۔ کھل کھلا کر ہنسنے کی بالکل عادت نہ تھی۔ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے بلکہ ذکر و اذکار میں مصروف رہتے، اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں نہائیت شیریں الفاظ استعمال کرتے تھے۔ غالباً ۱۹۴۹ء کی بات ہے حضرت موصوف نے مرکزی جامع اہلحدیث، چوک اہلحدیث کے بالمقابل اپنا مطب

قائم کیا تھا۔ راقم الحروف علمِ طب کے حصول کیلئے ہر روز حاضری دیتا۔ وہاں دوا سازی کے کئی کام ہوتے تھے ۔ مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں دوا ابھی تیار کرنا ہے ۔ حضرت سے پوچھتا کہ میں دوائی بناؤں ، یہ فرمانے کی بجائے کہ بناؤ ، یہ فرماتے بنائیں گے ۔ پوچھتا فلاں جگہ سے فلاں چیز لے آؤں ۔ فرماتے لے آئیں گے ۔ حقیقت یہ ہے انہیں کسی پر حکومت چلانے کی عادت نہ تھی ۔ اور نہ ہی ان کے کلام میں ٹوکا ٹاکی تھی ۔

عبادات نماز کے متعلق پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ بلا ناغہ جماعت کے لئے تشریف لاتے ہر روز فجر کی نماز کے اسی جگہ مصلّٰی پر معتکف رہتے اور وظائف و اوراد میں منہمک رہتے ۔ طلوعِ شمس کے بعد کراہت کا وقت ختم ہونے پر چاشت کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے ۔ پھر گھر سے واپس آکر پہلے صحیح بخاری، مؤطا اور باقی کتابیں پڑھاتے تھے ۔ تہجد کی نماز بڑی با قاعدگی سے ادا فرماتے ہر مہینے میں با قاعدہ ایام البیض کے تین روزے رکھتے تھے ۔ عرصے کی بات ہے آپ نے فرمایا طبیعت کی کمزوری کی بنا پر ایام بیض کے روزے چھوڑ دیئے تو بواسیر کی تکلیف ہو گئی ۔ پھر خود ہی فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ روزے کی وجہ سے بیماری رکی ہوئی تھی ۔ روزے چھوڑنے کی وجہ سے بیماری عود کر آئی ہے ۔ اس سے معلوم ہے کہ آپ خیر القرون کے مسلمانوں کی یادگار تھے ۔ آپ کی سیرت، عادات اور معاملات عہد اسلاف کی یاد دلاتے ہیں ۔ آپ کے اٹھ جانے سے ایک عہد کی تاریخ ختم ہو گئی ۔ اب آپکے پایہ کی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی ۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنۃ الفردوس عطا فرمائے ، آمین